عبداللطیف خالد چیمہ
ناظم نشر واشاعت مجلس احرار اسلام پاکستان

# مولانا محمد عیسیٰ منصوری کا دورۂ پاکستان اور ایک فکری نشست

مولانا محمد عیسیٰ منصوری دردِ دل رکھنے والے ممتاز عالم دین، مصنف اور اسکالر ہیں۔ بنیادی طور پر تعلق انڈیا سے ہے لیکن عرصہ دراز سے برطانیہ میں مقیم ہیں۔ ایک مدت تبلیغی جماعت کے ساتھ باضابطہ منسلک ہو کر دعوت وتبلیغ کا کام کرتے رہے ہیں لیکن امت مسلمہ کی زبوں حالی دیکھ کر اور اپنے طبعی رجحانات کے پیشِ نظر خالص نظریاتی اور فکری کاموں میں مگن ہو گئے۔ بیمار ہوئے تو لندن کے ایک ہسپتال میں زیر علاج تھے۔ مولانا زاہد الراشدی تیمار داری کے لئے گئے تو بھانپ لیا کہ ان کی بیماری کا علاج ہسپتال میں نہیں۔ اصل میں دونوں ہم ذوق تھے اور دونوں کا درد بھی سانجھا تھا ''خوب گزرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو' کے مصداق ہسپتال سے گھر آ گئے۔ دونوں نے ایک دوسرے کی علمی وفکری اور نظریاتی پیاس ایسی بجھائی کہ بہت سوں کا بھلا ہو گیا۔ مولانا منصوری مکمل غیر جذباتی لیکن حقیقی انداز میں صورتحال کا صحیح تجزیہ کرنے اور نئے قابل عمل حل نکالنے پر انہیں دسترس حاصل ہے۔ میں برطانیہ جاتا ہوں تو بے حد شفقت سے نوازتے ہیں، انڈین ہونے کے باوجود سب سے برابر میل جول اور بغیر تحفظات کے تعلقات کے حامی ہیں۔

ہمت سے تنقید کرنے اور حوصلے سے تنقید سننے کے ماحول میں بھی خوشگوار موڈ میں رہتے ہیں۔ کئی سال پہلے مولانا زاہد الراشدی کے ورلڈ اسلامک فورم کے چیئرمین بنے تو اس کو حتیٰ الامکان آرگنائز کیا۔ رقیق القلب ہیں اور مسلمانوں کی ناگفتہ بہ حالت پر پریشان ہو جاتے ہیں۔ عالمی میڈیا کو مانٹیر کر کے بڑوں چھوٹوں کو آگاہی دینا اور غور وتدبر میں ڈوب کر ملاقاتوں اور گفتگو کے مواقع بنانا، اس کا ہنر انہیں خوب آتا ہے۔

لندن سے فون پر اپنے آنے کا پروگرام بتایا تو مولانا زاہد الراشدی اور راقم پروگرام تشکیل دیتے رہے، تا آنکہ ۲ رجنوری کو جامعہ مدنیہ کے مولانا محمود میاں، مجلس احرار اسلام لاہور کے امیر چودھری محمد ظفر اقبال ایڈووکیٹ، چودھری سیف اللہ، کرنل (ر) فاروق احمد خان اور راقم الحروف نے لاہور ایئر پورٹ پر مولانا منصوری، ابراہیم کمیونٹی کالج لندن کے پرنسپل مولانا مشفق الدین اور وفد کے دوسرے دو ارکان کا پرتپاک استقبال اور خیر مقدم کیا۔ چونکہ نظم مولانا راشدی کے پاس جانے کا تھا۔ اس لیے ایئر پورٹ کے کیفے ٹیریا میں مہمانوں کو چائے اور گپ شپ کے خوشگوار لمحات کے بعد گوجرانوالہ روانہ کر دیا گیا۔ اگلے روز گوجرانوالہ میں نصرۃ العلوم گئے اور شام الشریعہ اکیڈمی میں مولانا زاہد الراشدی نے ان کے اعزاز میں

ایک تقریب کا اہتمام کیا۔

اسلام آباد سے ۵؍جنوری کو لاہور پہنچے اور حضرت سید نفیس الحسینی مدظلہ سے ملاقات اور مشاورت کے بعد کراچی روانہ ہوگئے۔ ۸؍جنوری کو دوپہر کے وقت مجلس احرارِ اسلام کے مرکزی دفتر نیو مسلم ٹاؤن لاہور تشریف لائے جہاں ان کے اعزاز میں کھانے اور بعدازاں ایک تقریب کا اہتمام کیا گیا تھا۔

روزنامہ ''امت'' اور ہفت روزہ ''تکبیر'' کراچی کے بیورو چیف اسرار بخاری نے ان سے انٹرویو کیا۔ سید محمد کفیل بخاری ملتان سے اسی اثنا میں پہنچے۔ برادرم کرنل (ر) فاروق احمد خان، روزنامہ ''انصاف'' کے ڈپٹی ایڈیٹر اور ہمارے ہم فکر ساتھی سیف اللہ خالد اور گوجرانوالہ سے آئے ہوئے اہلحدیث دوست مولانا محمد ابرار ظہیر، حافظ محمد امتیاز محمدی اور رانا محمد ابراہیم نفیس کے علاوہ ڈاکٹر شاہد کاشمیری، پروفیسر نعیم مسعود، محمد عباس نجمی اور کئی دوسرے دوستوں نے طے شدہ تقریب سے پہلے ہی مولانا منصوری سے کئی نشستیں کرلیں اور مولانا منصوری بھی ہم فکر دوستوں میں خوش و مگن رہے۔

''موجودہ صورتحال اور ہماری ذمہ داریاں'' کے عنوان سے تقریب کی صدارت کے لئے میں نے جمعیت علماء اسلام کے رہنما مولانا محمد امجد خان سے درخواست کی اور مولانا منصوری کے ساتھ سید محمد کفیل بخاری اور چودھری محمد ظفر اقبال ایڈووکیٹ کو بٹھایا گیا۔ میں بہت خوش تھا کہ انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے قاری محمد رفیق، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، بھائی محمد متین خالد سمیت منتخب علماء کرام، دانشوروں اور کارکنوں کی توقع سے بڑھ کر خاصی تعداد تشریف لائی جبکہ ہمارے بزرگ چودھری محمد اکرام احرار، میاں محمد اویس، قاری محمد یوسف احرار، ملک محمد یوسف، ارسلان بھائی، قاری غلام حسین، محمد معاویہ رضوان، بھائی محمد رمضان سمیت دیگر رفقاء احرار نے مہمانوں کی خوب میزبانی کی۔ میں نے مولانا منصوری اور ان کے کام کے تعارفی واجمالی ذکر کے ساتھ ہی ان سے گفتگو درخواست کی۔ مولانا منصوری نے فرمایا کہ ''میرے لیے بہت ہی خوشی کا باعث ہے کہ برصغیر میں استعمار کے خلاف معرکے میں ایثار وقربانی کی لازوال داستان رقم کرنے والی جماعت جو تاریخ کے اوراق میں گم ہوتی نظر آرہی تھی کو یہ لوگ پھر سے منظّم کررہے ہیں، میں ان کے کام کے لئے دعا گوہوں، میری نظریاتی مطابقت بھی سب سے زیادہ اسی ''جماعت احرار'' کے ساتھ ہے۔

انہوں نے کہا کہ ''مغربی تہذیب کا دیوالیہ پن بے نقاب ہوچکا، نظریاتی جنگ میں شکست فاش اسکا مقدر ہے، مغرب ایک قوت ہے اس کے پاس کوئی نظریہ نہیں، مغرب نے عقل انسانی کی بنیاد پر جس تہذیب کی بنیاد رکھی تھی نائن الیون کے بعد خود اپنے ہاتھوں سے برباد کر چکا ہے، امریکا اور مغرب میں شخصی آزادیوں اور مساوات کے تمام معیار باطل قرار پاچکے ہیں اور ثابت ہوچکا ہے کہ تہذیب مغرب دیوالیہ پن کا شکار ہے۔ نائن الیون کے بعد اگر امت مسلمہ بیدار ہوتی تو یہ بہترین موقع تھا کہ ہم اپنی ارفع اور پائیدار تہذیب سے دنیا کو روشناس کرواتے لیکن ایسا نہیں کیا جاسکا۔ دنیا میں اس وقت نظریاتی جنگ جاری ہے۔ مغرب کی قوت نے اسلام کے نظریہ کو للکارا ہے۔ یہ تاریخی حقیقت ہے کہ طاقت کے بل

بوتے پر نظریہ ختم نہیں کیا جا سکتا بلکہ طاقت ختم ہو جاتی ہے اور نظریہ باقی رہتا ہے۔ اس جنگ میں فتح مسلمانوں کا مقدر رہے گی۔ اسلام نے جس جہالت کو ختم کر کے فلاح انسانیت کا نظریہ پیش کیا تھا، مغرب نے اب پھر سے اس جہالت کو مسلط کر دیا ہے۔ ایسا صرف اس لیے ممکن ہو سکا کہ مسلمانوں نے فکری جد و جہد کو چھوڑ دیا تھا۔ اب پھر میدان لگ چکا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دینی مدارس کے فضلاء کو عصری علوم سے بہرہ ور ہونا چاہئے۔ جب تک انہیں فتنہ جدیدیت کا علم نہیں ہوگا یہ توڑ، تدارک اور مقابلہ کیسے کر سکتے ہیں؟ مغرب کے پاس نظریہ ضرورت ہے، ہمارے پاس نظریہ حیات ہے۔ آج کے دور کا طاقتور ہتھیار میڈیا ہے، میڈیا کی تعلیم و تربیت کے بغیر آج کی دنیا میں جینا اور کوئی کام کرنا ممکن نظر نہیں آتا۔ اس وقت امریکا و یورپ سمیت پوری دنیا کے مسلمانوں میں جذبہ تو ہے لیکن اہداف، مقاصد اور دشمن کی حکمت عملی کو ملحوظ رکھ کر کام کرنے کے سلیقے سے ہم عاری ہیں۔ یہ سلیقہ تعلیم و تربیت اور خالص فکری و نظریاتی کام کے ذریعے ہی آ سکتا ہے۔ نوجوانوں کو اس کام کی طرف راغب کرنے کے لیے ہمیں اپنے مزاج اور ماحول کا تنقیدی جائزہ لے کر کوئی قابل عمل حل نکالنا چاہیے۔''

بعد ازاں سوال جواب کی بھرپور نشست ہوئی۔ لندن میں قادیانی ہیڈ کوارٹر اور تحریک تحفظ ختم نبوت کی تازہ ترین صورتحال کے حوالے سے انہوں نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ جب مرزا طاہر پاکستان سے برطانیہ گیا تو ابتدائی طور پر بہتر انداز میں قادیانیت کے تعاقب کا سلسلہ شروع ہوا لیکن رفتہ رفتہ بوجوہ کام کی وہ صورت باقی نہ رہی، دنیا کے بدلتے ہوئے حالات کو سامنے رکھ کر ہی قادیانیت کا محاسبہ کیا جا سکتا ہے۔ MTA (مسلم ٹی وی احمدیہ) کے نام پر قادیانی چینل چوبیس گھنٹے دنیا کو دھوکہ دے رہا ہے اور اپنی ارتدادی سرگرمیاں اسلام کے نام پر متعارف کروا رہا ہے۔ انٹرنیشنل سطح پر بریفنگ کے بغیر محض روایتی انداز کا کام اہل یورپ کو متاثر نہیں کر سکتا، اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والی جماعتیں، ادارے اور افراد اپنی ترجیحات کا نئے سرے سے جائزہ لے کر از سر نو صف بندی کریں کیونکہ انفارمیشن کے آج کے دور میں بھی قادیانی لوگوں کو مرتد بنا رہے ہیں۔